سوانح علمائے اہل حدیث [۲]

آہ ......! مولانا علیم ناصری رحمة الله عليه بھی داغ مفارقت دے گئے

عبدالرحیم روزی

1919ء 31دسمبر 2005ء

مولانا علیم ناصری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق التراث کے ساتھ مشفق و مہربان باپ کا تھا۔ مجلہ التراث جب علم وتحقیق کی دنیا میں آنے لگا تو ہزاروں کلومیٹر دور لاہور کی اس عظیم شخصیت کا سایہ عاطفت حاصل رہا۔ متعدد شماروں پر مجلہ ''الاعتصام'' کے ''تبصرہ کتب'' کالم کے ذریعے محبت وعقیدت کے ملے جلے الفاظ میں تبصرہ فرمایا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء

اس طرح قارئین کے دل ودماغ میں التراث کی محبت جاگزیں کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی تشہیر کی بھرپور کوشش بھی فرمائی۔ بعض مضامین کا نام لے کر وہ تعریف فرمائی کہ مجھ جیسے فروتر مضمون نگار پر بھی ''ان البغاث بارضنا یستنسر'' صادق آنے لگی۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہمیں حوصلہ دینا اور ڈھارس بندھانا مقصود تھا۔

مولانا علیم ناصریؒ کا ایک اور احسان اور صدقہ جاریہ مجلہ التراث پر یہ ہے کہ نہ صرف نئے شعراء کے کلام کی تصحیح فرماتے، بلکہ علم عروض کے مطابق تقطیع وغیرہ کے ذریعے فنی قواعد سے بھی آگاہ فرماتے۔

آپ التراث کی انتظامیہ سے ملنے کے اور ہم ان سے ملنے کے شدید خواہاں تھے مگر:

کیف الوصول الی سعاد ودونها قلل الجبال ودونهن حتوف

کے مصداق یہ دو آتشہ شوق وتمنا حسرتِ ناتمام بن کر رہ گئی۔ ﴿وكان امر الله قدرا مقدورا﴾

مرحوم ومغفور نے مجلہ التراث سے اپنے تعلق کو مزید مہمیز کرنے کے لئے اپنی عظیم شاہکار کتاب ''شاہنامہ بالاکوٹ'' عنایت فرمائی تھی، جو بزبانِ حال یہ صدا لگا رہی ہے:

سورج ہوں، زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

مولانا ممدوح اپنی تعلیمی زندگی کے آغاز ہی سے فارسی اور اردو شاعری کا ذوق رکھتے تھے، متاعِ حیات کا کچھ حصہ عسکری بن کر ''جھپٹنے پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے'' کی کاوش میں گزارا۔ اسی دوران جنگ عظیم دوئم میں حصہ لیا۔ قیام پاکستان کے بعد جہادِ کشمیر میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔

آپ کی خودنوشت ''ہما خاکم کہ ہستم'' کے مطابق شیخ محمد اکرام مرحوم کی کتاب ''موجِ کوثر'' پڑھی تو تحریک جہاد نے بہت

متاثر کیا۔اس کے علاوہ نسل درنسل چلے آنے والے روایتی عقیدے میں تزلزل پیدا ہوا۔تاریخ اسلام اور قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا تو اپنے آپ کو اسلام کی بنیادی تعلیم سے کوسوں دور پایا۔ چنانچہ مئی 1960ء میں باقاعدہ توحید وسنت پر عمل شروع کیا اور ساتھ ہی واقعاتِ تحریک جہاد کو نظم کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔میدان کارزار میں گزارنے والے لمحات کی بدولت اسلامی رزمگاہوں سے واقفیت حاصل ہوئی ،جس کے نتیجے میں 15,000 اشعار پر مشتمل ''شاہنامہ بالاکوٹ'' مرتب کی۔ادبی دنیا اور تشنگانِ فنِ شاعری کے لئے ''طلع البدر علینا'' (بدرنامہ) کتابچہ ترتیب دے کر قومی انعامی مقابلے میں پہلا انعام (مبلغ 20,000 روپے) حاصل کیا۔

''متاعِ دیدہ ودل'' کی تصنیف کے بعد کتاب۔''احد نامہ'' زیرِ تکمیل تھی کہ زندگی کے ایام پورے ہو گئے اور 31 دسمبر 2005ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

اس المناک سانحے کی خبر ملنے پر مجلہ التراث کی انتظامیہ اور مجلس ادارت کی ہنگامی میٹنگ ہوئی ،جس میں آپؒ کی دینی فنی اور رفاہی خدمات کے علاوہ ''مجلہ التراث'' کے ساتھ گہری دلچسپی اور وابستگی پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپؒ کی وفات کو قومی نقصان قرار دیا گیا اور آپ کے پسماندگان کو صبر ورضا کی تلقین کرتے ہوئے تعزیت نامہ بھیجا گیا۔نیز آپ کے رفع درجات اور بشری کوتاہیوں سے درگزر کرنے کی خصوصی دعا کی گئی۔ **انہ ولی الاجابة وھو القریب المجیب**

❁❁❁❁❁

''علیم ناصری'' اہل حدیث شعراء میں ایک بلند پایہ نام

محمود احمد مفکر

برِصغیر کی جماعت اہلِ حدیث میں جلیل القدر علماء کے پہلو بہ پہلو بلند پایہ نثر نگاروں اور ماہرِ فن شعراء کی ایک بڑی تعداد بھی ہمیشہ موجود رہی ،جنکی ادبی تخلیقات اپنی مثال آپ ہیں۔زبانِ اردو کے نثری ادب میں مولانا عبدالحلیم شررؒ لکھنوی اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کی پرتاثیر تصنیفات لاجواب ہیں۔مولانا شررؒ کی کتاب ''جویائے حق'' اور مولانا آزادؒ کی تصنیفات تذکرہ ،غبار خاطر اور کاروانِ خیال حسن تصنیف اور زورِ انشاء کی اعلی مثالیں ہیں۔ثانی الذکر بزرگوار نے ''الہلال'' و''البلاغ'' کے ذریعے برِصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کی۔جہاں تک فن شاعری کا تعلق ہے اردو کے بےنظیر غزل گو حکیم مؤمن خان مؤمن اسی کاروان عمل بالحدیث کے عظیم حدی خوان تھے ،ان کا درج ذیل مصرع سلفی عقائد میں انکی پختگی کا منہ بولتا ثبوت ہے:

مؤمن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

جماعت اہل حدیث کے بڑے شعراء میں سے مولانا سید ابوالخیر برق لکھنوی، مولانا یوسف شمس، مولانا عاجز اور راسخ عرفانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مولانا علیم ناصریؒ موجودہ دور میں مذکورہ اربابِ کمال کی بہترین یادگار تھے۔ موصوف ایک ماہرِ فن ادیب اور عظیم شاعر تھے۔ عالمِ اسلام کے ممتاز سکالر سید ابوالحسن علی ندویؒ نے آپ کے کمالِ فن کا اعتراف کیا، ان کا مقدمہ شاہنامہ بالاکوٹ کی زینت ہے۔ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے شہدائے بالاکوٹ کے زریں کارناموں کو نظم کا جامہ پہنانا آپ کی قادرالکلامی اور کمالِ فن کا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے بقول شاہنامہ بالاکوٹ لکھ کر انہوں نے اپنی قادرالکلامی کا سکہ جمایا۔ حفیظ کے لب ولہجہ اور اس کی بحر میں یہ طویل نظم شہدائے بالاکوٹ کے کارناموں کا ایک تاریخی جائزہ ہی نہیں، فن شاعری کے اعتبار سے بھی ایک اہم کتاب ہے۔ مولانا علیم ناصریؒ کی حمد ونعت پر مشتمل کتاب ''طلع البدر علینا'' پر آپ کو صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ موصوف نے حضرت رسول اللہ ﷺ کی مدحت سرائی کرتے ہوئے غلو سے دامن بچایا ہے۔ محبت نبوی سے سرشار ہونے کی وجہ سے توحید کے تقاضے کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے جہاں قارئین کے دلوں میں باری تعالی کی عظمت وکبریائی نشو ونما پاتی ہے، وہاں محبت مصطفیٰ ﷺ کی لازوال موتیوں سے ان کا دامنِ مراد مالا مال ہو جاتا ہے۔ ایک حمد میں فرماتے ہیں '' آئینہ نیت کی جلا تیرے لئے ہے'' اس پر شاعر نعیم صدیقی صاحب فرماتے ہیں: میرے بس میں ہوتا تو شعر کی دنیا میں اس زریں نکتے کو سجا کے لانے کی بنا پر ''محسنِ پاکستان'' ہونے کا اعزاز آپ کو پیش کرتا۔ (طلع البدر علینا: ۱۷)

مولانا نے اپنے اشعار میں نہایت شستہ زبان استعمال کی ہے، جن میں تشبیہات و استعارات بھی پہلو بہ پہلو موجود ہیں۔ دو شعر ملاحظہ ہوں:

رات مہتاب نے بادل کا جگر چاک کیا
موکبِ ہجرتِ سلطانِ زماں ﷺ یاد آیا
نورِ حق سے ہوئیں یثرب کی فضائیں روشن
" طلع البدر علینا " کا سماں یاد آیا

''سلطان مدینہ ﷺ کی کیونکر ہو ثنا خوانی'' میں مسلمانوں کے زوال وانحطاط، اسلامی تہذیب ومعاشرت کی بجائے تہذیب فرنگ سے اثر پذیری پر خون کے آنسو بہائے ہیں۔ اس اعتبار سے بقول نعیم صدیقی یہ نعت آئینہ دارِ مصائب امت وفتنہ ہائے عالم بن گئی ہے۔ (طلع البدر علینا: ۲۳) اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں: